مقالات

جناب سیف الرحمٰن الفلاح — قسط نمبر ۴

استمداد لغیر اللہ پر تحقیقی نظر!

سنت کی مخالفت کرنے والوں کی کثرت کا کوئی اعتبار نہیں:

نیز کہتے ہیں:

حافظ ابن قیمؒ نے "اغاثۃ اللہفان" میں ذکر کیا ہے کہ یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ جب کوئی کام سنت کے خلاف ہونے لگے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں اور ہم اُس کا کچھ دھیان نہیں کریں گے۔ ایک طویل عرصہ سے سنت کے خلاف فتنے ابھر رہے ہیں۔ ایسے موقعہ پر اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ ہم محدثات الامور اور دین میں نئے نئے کاموں سے اجتناب کریں۔ خواہ ان امور پر جمہور علماء متفق ہو جائیں۔ آپ کو اس بات سے دھوکا نہ لگے کہ صحابہ کرامؓ کے بعد وہ سب ایک امر پر متفق ہو گئے ہیں۔ بلکہ آپ کو چاہیے کہ آپ اُن کے اعمال و احوال کا جائزہ لیں اور ان کو تحقیق و تنقید کی چھلنی سے چھانیں۔ کیونکہ لوگوں میں سب سے بڑا عالم اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والا وہ شخص ہے جس کے اعمال صحابہ کرامؓ کے اعمال سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے ہوں اور ان کے طریقہ کو سب سے زیادہ جاننے والا ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دین کے منبع ہیں اور اُن سے دین کو حاصل کیا گیا ہے۔ انھوں نے بذاتِ خود صاحبِ شریعت سے دین کو اخذ کیا۔ اس لیے آپ اپنے زمانہ میں مخالفت کرنے والوں کی ہرگز پرواہ نہ کریں۔ اگر یہ لوگ آپ کی اس لئے مخالفت کرتے ہیں کہ آپ اپنے قول و فعل میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہدِ سعود کے لوگوں یعنی صحابہ کرامؓ کی موافقت کرتے ہیں تو آپ ان کی مخالفت کو خاطر میں ہرگز نہ لائیں۔ کیونکہ ایک حدیث میں آیا ہے:

اذا اختلف الناس فعلیکم بالسواد الاعظم۔

جب لوگوں کا دین کے معاملہ میں اختلاف ہو جائے تو سوادِ اعظم یعنی بڑی جماعت کا ساتھ دو۔

عبدالرحمٰن بن اسماعیل جو ابو شامہ کے نام سے مشہور ہیں کہتے ہیں:

سوادِ اعظم سے مراد صحابہؓ کی جماعت ہے:

جہاں پر جماعت کے ساتھ وابستہ رہنے کا حکم آیا ہے تو اس سے مراد حق اور اہلِ حق کی

وابستگی ہے۔ خواہ ایسے لوگ تھوڑے ہوں اور ان کے مخالفین کی کثرت ہو۔ ہاں البتہ حق وہی ہوگا جس پر پہلی جماعت یعنی صحابہؓ کی جماعت تھی۔ اور ان کے بعد میں آنے والوں کی کثرت، جو باطل پر ہوں، کی پرواہ نہیں۔

فضل بن عیاض نے جو بیان کیا ہے اس کا مفہوم یہ ہے:

"آپ راہِ ہدایت پر قائم رہیں۔ اس راستہ پر چلنے والوں کی قلت سے متاثر ہو کر راہ راست کو نہ چھوڑیں۔ گمراہی کے راستہ سے بچئے اور کثرت سے ہلاک ہونے والوں کی کثرت کے دھوکا میں نہ آئیے"

قبروں کے پاس نماز پڑھنا منع ہے:

نیز علامہ رومی سترھویں مجلس میں ذکر کرتے ہیں:

"قبروں کے پاس نماز پڑھنا اور اہلِ قبور سے مدد کی درخواست کرنا ممنوع ہے۔ اسی طرح قبروں پر چراغ اور شمع جلانا منع ہے۔ کیونکہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

لعنۃ اللہ علی الیھود والنصاری اتخذوا قبور انبیائھم مساجد[۱]۔ — اللہ کی لعنت ہو یہود اور نصاریٰ پر کیونکہ انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد کی حیثیت دے رکھی تھی۔

یہ حدیث صحیح ہے۔ نیز رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان من کان قبلکم کانوا یتخذون القبور مساجد الا فلا تتخذوا القبور مساجد فانی انھاکم عن ذٰلک[۲]۔ — تم سے پہلے لوگ قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتے تھے (قبروں کے پاس نمازیں پڑھتے تھے) تم ایسا نہ کرنا، میں تم کو ایسا کرنے سے منع کرتا ہوں۔

کسی قبر کے پاس نماز پڑھنا شرک جلی ہے:

بعض محقق علما رکہتے ہیں:

"کسی متبرک مقام پر، جہاں پر کسی صالح یا نیک آدمی کی قبر ہو، نماز پڑھنا اس نہی میں داخل ہے خصوصًا جبکہ اس کی غرض وغایت ان کی تعظیم ہو کیونکہ یہ جلی شرک ہے"

بتوں کی عبادت کا آغاز:

بتوں کی عبادت کا آغاز قومِ نوحؑ سے ہوا۔ وہ اپنے بزرگوں اور صالحین کی قبروں کے پاس مجاور بن کر

---

[۱] صحیح مسلم جلد اوّل ص۲۰۱ پر قبور انبیائھم وصالحیھم کے الفاظ ہیں۔

بیٹھ گئے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے:

قَالَ نُوحٌ رَّبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَن لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ إِلَّا خَسَارًا وَمَكَرُوا مَكْرًا كُبَّارًا وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا۔ (نوح)

حضرت نوحؑ نے دعا کی اے میرے پروردگار ان لوگوں (مشرکوں) نے میری نافرمانی کی اور بتوں کے پیروکار بن گئے۔ جنھوں نے ان کے مال میں اضافہ کیا نہ اولاد میں۔ وہ (آپس میں) کہنے لگے۔ تم حضرت نوحؑ کی باتیں سن کر) کہیں اپنے معبودوں کو نہ چھوڑ دینا۔ خاص طور پر ودّ، سواع، یغوث اور یعوق (بت کی پوجا) سے باز نہ آنا۔"

حضرت عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ اس کی تفسیر یوں کرتے ہیں:

"یہ (ودّ اور سواع وغیرہ) حضرت نوحؑ کی قوم میں نیک لوگ تھے۔ جب یہ فوت ہو گئے تو لوگوں نے ان کی قبروں پر ڈیرے جما دیئے۔ پھر اُن کے بُت اور تصویریں بنائیں۔ پھر کچھ وقت گزر جانے کے بعد ان کی عبادت کرنے لگے۔"

بس یُوں بتوں کی عبادت کا آغاز ہُوا۔

قبروں کے پاس نماز پڑھنے کی ممانعت کا سبب:

حافظ ابن قیمؒ "اغاثۃ اللھفان" میں اپنے شیخ امام ابن تیمیہؒ سے نقل کرتے ہیں:

"یہ وہ سبب ہے جس کی وجہ سے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبروں کو سجدہ گاہ بنانے سے روکا۔ اس کی وجہ سے اکثر لوگ شرکِ اکبر میں یا شرکِ اصغر میں مبتلا ہیں۔ کیونکہ کسی آدمی کی قبر پر جا کر شرک کرنا، جس کے متعلق وہ اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ درست کام کر رہا ہے، کسی درخت کے پاس یا کسی پتھر کے پاس جا کر شرک کرنے سے نفس کے بہت قریب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اکثر لوگوں کو قبروں کے پاس تضرع اور عاجزی کا اظہار کرتے اور ڈرتے اور دلوں میں ان کی عبادت کرتے ہوئے دیکھیں گے۔ ایسی خشوع خضوع سے تو وہ اللہ کے گھر میں عبادت نہیں کرتے اور نہ سحر کے وقت کرتے ہیں۔ وہ قبروں پر نماز پڑھنے سے برکت کے امیدوار رہتے ہیں اور وہاں پر دعا کرنے سے ایسی امیدیں باندھتے ہیں جو اللہ سے نہیں باندھتے۔

تو اس خرابی اور فساد کے منبع کو ختم کرنے کے لیے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبرستان میں نماز پڑھنے سے مطلقاً منع فرمایا۔ خواہ وہاں پر نماز پڑھنے سے نمازی کا مقصد اس سے تبرک حاصل

کرنا نہ ہو۔ جیسے طلوعِ آفتاب کے وقت نماز پڑھنے سے منع فرمایا اور غروبِ آفتاب اور نصف النہار کے وقت نماز پڑھنے کی ممانعت فرمائی۔ کیونکہ یہ اوقات ایسے ہیں جن میں مشرک لوگ اپنی نماز سے سورج کی عبادت کا قصد کرتے ہیں۔ تو آپؐ نے اپنی امّت کو اس سے منع فرمایا۔ خواہ اُن کا ارادہ وہ نہ ہو جو مشرکوں کا ہوتا ہے۔

جب کوئی شخص کسی قبر کے پاس جاکر تبرک حاصل کرنے کی غرض سے نماز پڑھتا ہے تو یہ حقیقتاً اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتا ہے اور اس کے دین کی سراسر مخالفت ہے۔ کیونکہ اس نے ایسا دین ایجاد کیا جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی۔ کیونکہ تمام عبادات کی بنیاد سنّتِ نبویؐ اور آپؐ کی اتباع پر ہے نہ کہ خواہشات اور بدعات پر۔ چنانچہ تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ کسی قبر کے پاس نماز پڑھنا ممنوع ہے۔ کیونکہ وہاں پر نماز پڑھنا اور بتوں کی عبادت کی مشابہت اختیار کرنا شرکِ عظیم ہے۔

طلوعِ آفتاب یا غروبِ آفتاب یا نصف النہار کے وقت نماز پڑھنے سے اس میں زیادہ خرابی اور فساد ہے۔ تو جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشابہت کے ذریعہ کو روکنے کے لیے جو نمازی کے دل میں کبھی نہیں آسکتا اس خرابی سے منع فرمایا تو اس ذریعے کے متعلق کیا حال ہوگا جو اکثر اوقات وہاں پر نماز پڑھنے والے کو شرک کی دعوت دیتا ہے یعنی مُردوں سے دعائیں کرنا اور ان سے حاجتیں طلب کرنا اور یہ اعتقاد رکھنا کہ قبروں کے پاس نماز پڑھنا مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل اور اعلیٰ ہے۔ علاوہ ازیں دیگر ایسے امور وہاں پر کرنے میں علانیہ طور پر اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سراسر مخالفت ہوتی ہے۔"

نیز وہ کہتے ہیں:

سنّت اور بدعت دو متضاد کام ہیں:

"حافظ ابن قیمؒ نے "اغاثۃ اللہفان" میں لکھا ہے کہ جو شخص قبروں کے متعلق رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنّت جن کا حکم دیا گیا ہے اور جن امور سے منع کیا گیا ہے اور جن پر صحابہ کرامؓ اور تابعین تھے اور جن امور کو آج اکثر لوگ کرتے ہیں جمع کرے گا تو اسے واضح طور پر معلوم ہوگا کہ دونوں ایک دوسرے کے مخالف اور متناقض ہیں۔ اور ان کا اجتماع ناممکن ہے۔"

قبروں کی تعظیم کئی مفاسد کی موجب ہے:

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں:

"یہ گمراہ لوگ جو اوروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ انھوں نے قبروں کے لیے حج مشروع قرار دیا ہے اور اس کے لیے حج کرنے کا طریقہ بھی مقرر کیا ہے حتیٰ کہ بعض انتہا پسندوں نے اس سلسلہ میں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام "مناسک المشاہد" ہے۔ انھوں نے قبروں کو بیت اللہ شریف کی مشابہت دیتے ہوئے یہ نام لکھا ہے اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ لوگ دینِ اسلام سے روگردانی اور انحراف کرتے ہیں۔ اور بتوں کے پرستاروں میں شمولیت کرتے ہیں۔ آپ غور کیجئے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبروں کے معاملہ میں کس قدر ممانعت فرمائی ہے لیکن ان لوگوں نے ان ممنوع امور کو قبروں پر مشروع قرار دیا ہے۔ ان دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس میں کئی مفاسد اور خرابیاں ہیں جن کا بیان کرنا دشوار ہے۔ ان میں سے چند خرابیاں درج ذیل ہیں:

(۱) قبروں کی تعظیم کرنا فتنے اور فساد کا موجب ہے۔

(۲) ان کو مسجدوں سے افضل تصوّر کیا جاتا ہے۔ حالانکہ مسجد سب مقامات سے افضل ہے اور اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔ مشرک لوگ جب قبروں پر جاتے ہیں تو ان کی نہایت تعظیم اور احترام کرتے ہیں اور وہاں خشوع خضوع وغیرہ کا اظہار کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ امور مسجد میں کرنے چاہئیں۔ لیکن مسجد میں آکر خشوع و خضوع، تعظیم و احترام وغیرہ کا اظہار نہیں کرتے۔

(۳) مشرک قبروں پر چراغ روشن کرتے اور اُن کو سجدہ گاہ بناتے ہیں۔

(۴) اُن کے پاس ڈیرے ڈال کر بیٹھے رہتے ہیں اور ان پر پردے اور غلاف ڈالتے ہیں۔ اور ان کے لیے دربان مقرر کرتے ہیں۔

(۵) قبروں کی اور قبر کے مجاوروں اور دربانوں کی نذریں مانتے ہیں۔

(۶) قبروں کی زیارت کرتے ہیں تاکہ وہاں پر نماز پڑھیں، طواف کریں، قبروں کو بوسہ دیں اور اُس کا مسح کریں، مزید برآں اُس کی مٹی رخساروں پر لگائیں اور اس مٹی کو ساتھ لے جائیں، اہلِ قبور کو پکاریں، اُن سے مدد طلب کریں، ان سے رزق کا سوال کریں

تندرستی اور اولاد کی درخواست کریں، ادائے قرض کا سوال کریں اور مصائب ہٹانے کی خاطر وہاں پہ دعا کریں، وغیرہ حاجتیں جو بتوں کے پجاری اپنے بتوں کے سامنے کرتے ہیں ؟

قرونِ ثلاثہ کا زمانہ قبر پرستی سے پاک تھا :

مذکورہ بالا امور میں سے کوئی کام بھی جائز نہیں ۔ مسلمانوں کا اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ۔ کیونکہ ان امور میں سے کسی امر کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہیں کیا، نہ کسی صحابی نے کیا ، نہ تابعی نے کیا اور نہ ائمہ دین میں سے کسی نے کیا ۔ یہ ناممکن امر ہے کہ کوئی مشروع اور نیک عمل ہو مگر قرونِ ثلاثہ کے لوگ ، جن کے متعلق حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صادق اور عادل ہونے کی شہادت دی ہے اسے نہ کریں ۔ اور ان کے بعد میں آنے والے لوگ ، جن کے متعلق حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کاذب اور فاسق ہونے کی شہادت دی ہے اسے کریں اور اس کے حاصل کرنے میں کامیاب ہوں ۔ جو آدمی اس بات میں شک کرتا ہے تو اسے غور و فکر سے دیکھنا چاہیے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ وہ کسی کے متعلق صحیح حدیث یا ضعیف سے خبر دے کہ جب اسے کوئی حاجت پیش آتی تو وہ قبروں کی طرف رجوع کرتا تھا اور وہاں جا کر اہلِ قبور کو پکارتا اور ان کی قبروں کا مسح کرتا تھا ۔ چہ جائیکہ وہ وہاں جا کر نماز پڑھتا اور اپنی حاجتوں کا سوال کرتا ہو ۔ یہ بات ناممکنات میں سے ہے ۔ ہاں البتہ یہ ممکن ہے کہ وہ قرونِ ثلاثہ کے بعد میں آنے والوں سے ایسی کوئی بات بیان کرے پھر جوں جوں زمانہ دراز ہوتا گیا ان امورِ شنیعہ میں اضافہ ہوتا گیا ۔ پھر یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ ان امور کے جواز پر کتابیں لکھی گئیں حالانکہ ان امور میں سے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ، خلفائے راشدین صحابہ کرامؓ اور تابعین سے ایک امر بھی ثابت نہیں بلکہ اس کے خلاف اور ان کی ممانعت میں کثرت سے مرفوع حدیثیں مذکور ہیں ۔ ان میں سے ایک حدیث یوں بھی آتی ہے ۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور فمن اراد ان یزور فلیزر ولا تقولوا ھجرا	میں نے تم کو قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا تھا ۔ اب جو شخص قبروں کی زیارت کرنا چاہے کر سکتا ہے ، لیکن یہ بات یاد رہے کہ وہاں پر فحش باتیں مت کرنا ۔

قولی اور فعلی شرک قبروں پر کرنے سے زیادہ فحش اور کیا کام ہو سکتا ہے ؟

مشرک صلحاء کی قبروں کو بیت اللہ کے برابر تصوّر کرتے ہیں :

پھر آگے چل کر بیان کرتے ہیں :

"غالی قسم کے لوگ قبروں پر عرس کرتے ہیں۔ جب قبر کو دور سے دیکھتے ہیں تو سواریوں سے نیچے اتر آتے ہیں، اپنے سروں کو ننگا کرتے ہیں اور پیشانیوں کو زمین پر رگڑتے ہیں۔ پھر جب وہاں پہنچتے ہیں تو دو رکعتیں پڑھتے ہیں اور پھر بیت اللہ شریف کی طرح قبر کے اردگرد طواف کرتے ہیں۔ حالانکہ بیت اللہ شریف کو اللہ نے بابرکت بنایا اور لوگوں کے لیے باعثِ ہدایت بنایا لیکن یہ قبریں بعض اوقات گمراہی اور ضلالت کا باعث بنتی ہیں۔ پھر قبر کو بوسہ دیتے ہیں اور اس پر ہاتھ پھیرتے ہیں جیسے حاجی لوگ مسجد الحرام میں کرتے ہیں۔ پھر اپنے ماتھے اور رخساروں پر قبر کی مٹی لگاتے ہیں۔ پھر قبر کے مناسکِ حج کی تکمیل کرتے ہیں۔ وہاں سر کے بال منڈواتے ہیں یا چھوٹے کراتے ہیں۔ پھر اس قبر کے پاس آکر قربانیاں کرتے ہیں۔ تو اُن کی نماز، قربانی، حج، وہاں پر آنسو بہانا، آوازیں بلند کرنا، حاجتیں طلب کرنا، مصائب سے رہائی کا سوال کرنا، تنگدستی اور فاقہ کشی سے نجات پانے کی دعا کرنا اور مصیبت زدہ کی خیر و عافیت کا سوال کرنا وغیرہ سبھی امور اللہ کے لیے نہیں ہوتے بلکہ یہ تمام امور شیطان کے لیے ہوتے ہیں اور شیطان کی خوشی اور مسرت کا باعث ہوتے ہیں شیطان بنی آدم کا دشمن ہے وہ انواع و اقسام کے مکر و فریب سے انسان کو صراطِ مستقیم سے روکتا ہے"

شیطان کا سب سے بڑا فریب :

اس کا سب سے بڑا فریب انصاب (بتوں کے مقامات) ہیں جو اُس نے لوگوں کے لیے مقرر کئے ہوتے ہیں، جو پلید اور شیطانی کام ہیں، جن سے اللہ نے بچنے کا حکم فرمایا ہے اور فلاح اور کامیابی کو اس سے اجتناب کے ساتھ معلق کیا ہے۔

چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ٥ (المائدہ - ع ۱۲)	اے ایمان والو! شراب، جوا، بتوں کے تھان اور تیروں کے ذریعے فال نکالنا سب پلید اور شیطانی کام ہیں۔ (اس لیے) ان سے بچو۔ بس یہی تمہاری کامیابی کا زینہ ہے۔

انصاب کے متعلق شریعت کا حکم :

انصاب نُصُب بفتحین کی جمع ہے۔ یا نُصْب بفتح وسکون کی جمع ہے۔ اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جو کھڑی کی جائے یا گاڑی جائے اور اللہ کو چھوڑ کر اس کی عبادت کی جائے۔ خواہ کوئی درخت ہو یا پتھر، کوئی قبر ہو یا کوئی اور چیز۔ تو ان تمام اشیاء کو گرانا اور اُن کے نشانات مٹانا ضروری ہے۔ جیسے حضرت عمرؓ نے جب کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ایک درخت کے پاس باری باری آتے ہیں۔ یہ وہ درخت ہے جس کے نیچے بیٹھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے بیعت لی تھی۔ تو آپؓ نے کسی آدمی کو بھیجا تاکہ اسے بیخ وبن سے اکھاڑ دے۔ چنانچہ اس نے امیر المؤمنین کے حکم کی تعمیل کی۔ پھر حضرت عمرؓ نے ابو واقد لیثی کی حدیث بیان کی۔ چنانچہ وہ روایت کرتے ہیں :

"ہم رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں وادیٔ حنین میں پہنچے۔ اس وقت ہم اسلام کی آغوش میں نئے نئے آئے تھے۔ وہاں مشرکوں کی ایک بیری تھی، وہ اس کے پاس ڈیرے ڈال کر بیٹھے رہتے تھے اور اس پر اپنا اسلحہ اور دیگر سامان لٹکا دیتے تھے۔ اس درخت کا نام ذات انواط تھا۔ جب ہم اس بیری کے پاس سے گزرے تو ان کو دیکھ کر ہم نے درخواست کی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ ہمارے لیے بھی کوئی ذاتِ انواط جیسا درخت مقرر فرمائیں"۔ یہ سن کر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ اکبر پڑھا، پھر فرمایا "یہ پہلے لوگوں کی عادات ہیں جو تم نے ذکر کی ہیں۔ مجھے اس ذاتِ اقدس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ تم نے ایسی بات کہی جیسی تم سے پہلے بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ سے کہی تھی کہ ہمارے لیے معبود مقرر کریں جیسے اُن کے معبود ہیں۔ تم بلاشبہ پہلے لوگوں کی عادات کی پیروی کرو گے[1]"

جب ایسے درخت کو اسلحہ لٹکانے اور اُس کے پاس بیٹھنے کے لیے مقرر کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ معبود بنانے کے مترادف ہے۔ حالانکہ وہ اس کی عبادت کرتے تھے نہ اُس سے کچھ مانگتے تھے۔ تو اس کے علاوہ باقی اشیاء کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ جو لوگ درختوں، پتھروں اور کسی قبر کے پاس جا کر اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ اُن سے شفاء کی امید رکھتے ہیں اور کہتے ہیں یہ درخت، یہ پتھر اور یہ قبر نذر قبول کرتے ہیں۔ حالانکہ نذر ماننا اور نذر دینا قربت اور عبادت ہے۔ ان پتھروں پر ہاتھ پھیرتے ہیں پھر اپنے چہرے پر پھیرتے ہیں۔ شیطان ہر زمانہ میں اور ہر وقت ان کے لیے کسی بڑے آدمی کی قبر مقرر کرتا ہے

[1] مشکوٰۃ جلد ثانی ص۴۶۵ بحوالہ ترمذی۔

لوگ اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ پھر بتدریج اس کا بت بنا لیتے ہیں اور اللہ کو چھوڑ کر اس کی پوجا پاٹ کرنے لگتے ہیں۔ پھر اپنے دوستوں کے اذہان میں یہ بات ڈالتا ہے کہ جو شخص ان کی عبادت کرنے اور وہاں پر میلہ لگانے سے منع کرتا ہے اور اس کو بت سمجھنے سے روکتا ہے تو وہ ان کی تنقیص کرتا ہے بالفاظ دیگر وہ ان کا گستاخ ہے اور ان کا ادب کرنے کا حق مارتا ہے۔ جاہل لوگ اسے دیکھا دیکھی قتل کرنے اور سزا دینے کے لیے اس پر پلکتے ہیں اور اس کے خلاف کفر کے فتوے صادر کرتے ہیں حالانکہ اس کا کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ سوا اس کے کہ اس نے وہ حکم دیا جو اللہ نے اپنے رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیا اور اس کام سے منع کیا جس سے اللہ نے اپنے رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منع فرمایا۔

قبر پرستی کے اسباب :

قبروں کی پوجا پاٹ کرنے والے چند امور کی بنا پر اس فتنہ میں مبتلا ہوئے ہیں۔

(۱) اللہ نے جو احکامات نازل کئے ہیں۔ ان کی حقیقت سے عدمِ واقفیت اور جہالت کی وجہ سے قبروں کے پجاری بن گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نبیٔ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم فرمایا کہ آپؐ توحید پر پختہ رہیں اور شرک کے اسباب اور ذرائع ختم کر دیں۔ جو لوگ توحید کی حقیقت سے ناواقف ہوتے ہیں۔ جب ان کو شیطان دعوت دیتا ہے اور ان کے پاس اس کی تردید کے لیے کوئی دلیل نہیں ہوتی تو اپنی جہالت اور نادانی کے باعث اُسے قبول کر لیتے ہیں لیکن جس کے پاس علم کا کچھ ذخیرہ ہوتا ہے وہ اپنے علم کے باعث اس فتنہ سے محفوظ رہتا ہے۔

(۲) ان لوگوں نے کچھ جھوٹی اور من گھڑت حدیثیں بنائی ہوتی ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کی طرف منسوب کرتے ہیں جیسے بتوں کے پجاریوں نے موضوع حدیثیں بنائی ہوئی ہیں۔ یہ لوگ مقابر یہ یعنی اہلِ قبور کے نام سے مشہور ہیں۔ حالانکہ ان کی بیان کردہ حدیثیں ان حدیثوں کے خلاف ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمائیں۔ مثلاً یہ لوگ ایک حدیث یہ بیان کرتے ہیں۔

اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا باھل القبور۔ — "جب تم کسی معاملہ میں پریشان ہو تو اہلِ قبور سے مدد حاصل کرو۔"

ایک حدیث یوں بیان کی جاتی ہے :

اذا اعیتکم الامور فاستعینوا باھل — جب تمھارا کوئی کام سرانجام نہ ہو تو اہلِ قبور

المقبور۔ سے مدد لیا کرو۔"

مزید برآں ایک حدیث یہ بھی ذکر کرتے ہیں:

لواحسن احدکو ظنہ بحجر لنفعہ۔ "اگر تم میں سے کوئی پتھر کے متعلق حُسن ظن رکھے تو وہ بھی اسے نفع پہنچائے گا۔"

ایسی کچھ اور حدیثیں ذکر کرتے ہیں جو سراسر اسلام کے خلاف اور منافی ہیں۔ یہ سب حدیثیں بتوں کے پجاری مقابری فرقے کی ایجاد کردہ ہیں۔ یہ جاہل اور گمراہ لوگوں میں کثرت سے مشہور ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس عالم کائنات میں اس لئے مبعوث فرمایا تاکہ جو شخص پتھروں اور درختوں سے امیدیں وابستہ رکھے اور ان سے حُسنِ ظن رکھے۔ اس سے لڑائی کریں۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو قبروں کے فتنے سے بچانے کی ہر ممکن کوشش فرمائی۔

(۳) اہل قبور کے متعلق کچھ حکایات بیان کی جاتی ہیں۔ مثلاً فلاں شخص نے فلاں بزرگ کی قبر پہ جا کر فریاد کی اور اُسے مصیبت سے رہائی حاصل ہوئی۔ فلاں شخص بیماری یا مصیبت میں گرفتار تھا اُس نے فلاں بزرگ کو پکارا تو اس کی تکلیف رفع ہوگئی۔ فلاں شخص نے اپنی کسی حاجت کے لیے اُسے پکارا تو اُس کی حاجت پوری ہوگئی۔ قبروں کے پجاریوں اور دربانوں کے پاس ایسی بیشمار مَن گھڑت کہانیاں اور حکایات ہوتی ہیں جن کا ذکر کرنے سے بات طویل ہو جائے گی۔ حالانکہ فی الحقیقت اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ جھوٹے ہیں۔ وہ زندوں اور مُردوں کے متعلق خود اپنی طرف سے جھوٹ باندھتے ہیں۔ انسان کا نفس اپنی حاجتوں کو پورا کرانے اور تکلیف کو دور کرانے کے متعلق بہت کوشش کرتا ہے۔ خصوصاً جو لاچار ہوتا ہے وہ ہر سبب اور ذریعے کا سہارا ڈھونڈتا ہے خواہ وہ جائز ہو یا ناجائز۔ جب وہ کسی سے سنتا ہے کہ فلاں بزرگ کی قبر حاجت روائی اور مشکل کشائی کے معاملہ میں تریاقِ مجرب ہے تو اُس کی طرف عنانِ توجہ موڑتا ہے وہاں جا کر بڑی عاجزی انکساری اور سوز و گداز سے دُعا کرتا ہے جسے اللہ تعالیٰ منظور و مقبول فرماتا ہے۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ اُس نے قبر کے پاس جا کر دعا کی بلکہ اس کی دُعا اس لیے درجۂ قبولیت کو پہنچی کہ اُس نے .... عجز و انکساری اور خشوع و خضوع کا اظہار کیا۔ کیونکہ اگر اُسے کسی چٹیل میدان میں یا غسل خانہ میں یا بازار میں یُوں عجز و انکساری اور سوز و گداز سے پکارا جائے تو وہاں پر اُس کی دُعا درجۂ قبولیت کا شرف حاصل کر لیتی ہے۔ لیکن جاہل لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دعا کی قبولیت میں قبر کو کافی دخل ہے۔ کیا وہ اس بات سے واقف نہیں کہ اللہ تعالیٰ

لاچار اور مظلوم کی دعاء سنتا ہے۔ خواہ وہ کافر ہو۔ ہر وہ آدمی جس کی اللہ دعاء قبول فرماتا ہے ضروری نہیں کہ وہ اس پر راضی ہو اور اُس سے محبت کرنے والا ہو اور اُس کے فعل پر راضی ہو۔ کیونکہ وہ نیک و بد دونوں کی دعاء قبول فرماتا ہے۔ اسی طرح مومن اور کافر کی دعاء قبول فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے وہ دعاء اور عمل آسان فرمائے جو اُس کی رضا اور لطف و کرم کے موافق ہو۔

غیر اللہ کا واسطہ بنانا کفر ہے:

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

"اللہ نے کسی نبی یا ولی کو اپنی ربوبیت اور الوہیت میں واسطہ نہیں بنایا۔ جیسے خلق، رزق اور دعاء قبول کرنے میں منفرد ہے اور دشمن پر غلبہ پانے اور حاجات کو پورا کرنے کے معاملہ میں اور مصائب کو دور کرنے میں منفرد اور یکتا ہے۔ بلکہ غایت یہ ہے کہ انسان سبب بھی نہیں ہو سکتا جیسے کسی کے لیے دعاء کرے یا سفارش کرے۔

چنانچہ رب العزت فرماتا ہے:

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ۔ (البقرہ - ع ۳۴)

ایسا کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اُس کے ہاں سفارش کرے؟

نیز فرمایا:

وَکَمْ مِّنْ مَّلَکٍ فِی السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْئًا اِلَّا مِنْ بَعْدِ اَنْ یَّاْذَنَ اللّٰہُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَرْضٰی۔ (النجم ع ۲)

آسمان میں کتنے فرشتے ہیں جن کی سفارش کسی کام نہیں آئے گی۔ ہاں جس کو اللہ تعالیٰ پسند فرمائے اور سفارش کرنے کی اجازت دے (تو اس کی سفارش کام آسکتی ہے)

نیز ارشادِ خداوندی ہے:

وَلَا یَاْمُرَکُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِکَۃَ وَالنَّبِیّٖنَ اَرْبَابًا اَیَاْمُرُکُمْ بِالْکُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ (آل عمران - ع ۸)

وہ تمھیں اس بات کا حکم نہیں دیتا کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو رب بنالو (تم خود سوچو تو سہی) بھلا وہ تمھارے اسلام لانے کے بعد کفر کا حکم دے سکتا ہے؟

تو اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ذکر فرمایا کہ فرشتوں اور انبیاء کو رب تصور کرنا کفر ہے۔

یہی وجہ تھی کہ سفارش کے معاملہ میں اُن کے تین مختلف خیالات کے گروہ تھے۔

۱۔ مشرکین کا گروہ:

یہ لوگ ایسی سفارش کے قائل ہیں جو شرک ہے جیسے مخلوق کی سفارش مخلوق کے پاس کی جاتی ہے۔ جیسے بادشاہوں کے دربار میں ان کے مقرب اور خاص لوگ کسی کی سفارش کرتے ہیں۔ اور بادشاہ ان کی سفارش اور سوال کو منظور کرنے پر مجبور ہوتے ہیں کیونکہ وہ خود اُن کے محتاج ہوتے ہیں۔ تو جن لوگوں نے ایسی سفارش اللہ کے ہاں ثابت کی وہ بلاشبہ مشرک اور کافر ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی شخص اس کی اجازت کے بغیر سفارش کرنے کی جرأت نہیں کر سکے گا۔ وہ اپنی مخلوق میں سے کسی کا محتاج ہرگز نہیں بلکہ اپنی رحمت اور فضل وکرم سے سفارش کرنے والوں کی دعا منظور فرماتا ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

مَا لَكُمْ مِّنْ دُونِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ۔	اس کے سوا تمھارا کوئی دوست ہے۔
(السّجدہ ۔ ع ۱)	نہ کوئی سفارش کرنے والا۔

نیز فرمایا:

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَاءَ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْئًا وَّ لَا يَعْقِلُوْنَ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا۔	کیا ان (مشرکین نے) اللہ کے ماسوا کوئی اور سفارش کنندہ بنائے ہوتے ہیں۔ آپ ان کو بتلا دیجئے کہ (قیامت کے روز) ہر قسم کی سفارش کا اختیار صرف اللہ کو ہے۔
(الزمر ۔ ع ۵)	

نیز صاحبِ یٰسٓ کی بابت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ۔	کیا میں اُس (اللہ) کے سوا اور معبود بنالوں (ایسا ہرگز نہیں کروں گا کیونکہ) اگر اللہ تعالیٰ مجھے کسی تکلیف میں مبتلا کرنا چاہے تو اُن کی سفارش کسی کام نہیں آئے گی۔ اور نہ وہ مجھے (اس مصیبت سے) بچا سکیں گے۔
(یٰسٓ ۔ ع ۲)	

۲۔ خوارج ومعتزلہ کا گروہ:

یہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سفارش کے قطعاً منکر ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت کے اہلِ کبائر کی سفارش ہرگز نہیں کریں گے۔ یہ لوگ بدعتی اور گمراہ ہیں۔ یہ

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کے منکر ہیں اور خیر القرون کے اجماع کو بھی نہیں مانتے۔

۳۔ اہلسنت والجماعت کا گروہ:

یہ امت کے سلف صالحین ہیں۔ اور ائمۂ دین ہیں اور وہ لوگ ہیں جنھوں نے ان کی پوری پوری پیروی کی۔ اللہ نے جو کچھ اپنی کتاب میں ثابت کیا ہے اور جو کچھ سنّتِ مطہرہ سے ثابت ہے یہ اس کو مانتے ہیں اور اس کو ثابت کرتے ہیں اور جس کی اس نے نفی کی ہے اس کی نفی کرتے ہیں۔ وہ سفارش جس کو یہ تسلیم کرتے ہیں اور مانتے ہیں اس کا ذکر صحیح حدیثوں میں آیا ہے لیکن وہ سفارش جس کی قرآن کریم سے نفی ثابت ہے لیکن مشرک اور نصاریٰ وغیرہ سے ثابت کرتے ہیں تو اہلِ علم اور اہلِ ایمان اس کے قائل نہیں۔ وہ اس کی نفی کرتے ہیں۔ جیسے مشرک لوگ انبیاء اور صلحاء سے غائبانہ طور پر یا مُردوں سے اپنی حاجت روائی کی درخواست کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں اُن کی طرف رجوع کرنے سے ان کی حاجتیں پوری ہو جاتی ہیں۔ نیز کہتے ہیں کہ وہ اللہ کے نزدیک ایسے ہیں جیسے بادشاہوں کے کچھ مقرب اور خاص لوگ ہوتے ہیں جو بادشاہوں کی اجازت کے بغیر ان کی سفارش کرتے ہیں ان کا بادشاہوں پر حق ہوتا ہے کہ وہ ان کی حاجتیں پوری کریں۔ وہ ان کو اللہ کے سامنے اس کے شریک کی مانند تصور کرتے ہیں۔ لیکن اللہ سبحانہٗ کی ذات شرک سے پاک ہے۔

اگر ان شرکیہ امور کا انکار کرنے والے علمائے کے کلام کی جستجو کریں تو بیسیوں مقامات پر حاصل کی جا سکتی ہے۔ لیکن اس سے ہماری بات طول پکڑ جائے گی۔ بدیں وجہ جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے ہدایت کے متلاشیوں کے لیے کافی ہے۔ لیکن جس کو اللہ فتنہ و آزمائش میں مبتلا کرنا چاہے تو آپ اس کے لیے کچھ نہیں کر سکیں گے۔ وباللہ التوفیق۔

ہمیں بہت افسوس ہے کہ:

گزشتہ ماہ جن قارئین کو، ان کے زرِتعاون کے خاتمہ کی اطلاع دینے کے باوجود وی پی پی روانہ کئے گئے تھے، ان میں سے بعض نے وی پی پی واپس کر دیئے ہیں — انتہائی دکھ کی بات یہ ہے کہ ان میں سے اکثر حضرات کے ذمّہ دو دو سال کے واجبات، واجب الادا تھے۔ جبکہ بذریعہ وی۔ پی پی صرف ایک سال کی رقوم کی وصولی کی کوشش کی گئی تھی — ایسے لوگوں کے بارے میں ہم تو کچھ کہنے سے معذور ہیں۔ تاہم وہ خود ہی سوچ لیں کہ دینی اور اخلاقی نقطۂ نظر سے ایک تبلیغی رسالہ کے ساتھ ان کا یہ طرزِ عمل کہاں تک مناسب ہے، ؟ — یا کیا اس طرزِ عمل کو دیانتداری کا نام دیا جا سکتا ہے ؟

اس شمارہ کے بعد اگر انھوں نے اپنے طرزِ عمل پر نظرِ ثانی نہ کی، تو انکے نام پرچہ کی ترسیل روک دی جائے گی۔

مینجر
انعام اللہ ساجد